مقالات ومضامین

تقسیم اسباق وکتب کے چند اُصول

مفتی شکیل احمد

مدرس جامعہ محمدیہ اسلام آباد

۱- جو استاذ کسی کتاب کی شرح، حاشیہ یا اس پر تحقیق وتعلیق کرنا چاہتا ہو، وہ کتاب اس استاد صاحب کو دینی چاہیے، بشرطیکہ اس استاذ میں شرح لکھنے کی استعداد اور سچی لگن موجود ہو اور وقتاً فوقتاً انتظامیہ اس کے اس کام کا جائزہ بھی لیتی رہے۔ اس کے چند فوائد ہیں:

۱)- مدرسہ کا فائدہ یہ ہے کہ اس کتاب کے شائع ہونے سے مدرسہ کی نیک نامی اور عمدہ کارکردگی میں اضافہ بھی ہوگا اور جہاں جہاں وہ کتاب پہنچے گی وہاں تک اسی مدرسہ کی اچھی شہرت ہوگی، اس طرح مدرسہ میں قابل طلبہ کا اضافہ ہوگا جو یقیناً مدرسہ کے لئے نیک فال ہے۔

۲)- استاذ کا فائدہ ظاہر ہے کہ اس کی شرح مکمل ہوگی جو تادیر اس کے لئے صدقۂ جاریہ اور ذخیرہ آخرت کا موجب ہوگی۔ اور شرح کی وجہ سے زیادہ محنت، کثرت مطالعہ، تتبع کتب، اس فن کی نئی کتب کی جستجو، اس فن کے رجال سے تعارف واستفادہ کا موقع ملے گا، اور یقیناً یہ تمام تر استفادہ طلبہ میں منتقل ہوگا، جس سے طلبہ میں ایک ذوق جنم لے گا، محنت، کثرت مطالعہ، تتبع وجستجو، علمی شخصیات سے لقاواستفادہ اور رشتۂ قلم وقرطاس کا، سو میں نہ سہی دو سو میں ہی سہی......

۳)- طلبا کا فائدہ بھی ظاہر ہے کہ اس فن میں ان کو بصیرت حاصل ہوگی۔ گہرائی اور گیرائی نصیب ہوگی۔

۲- کوئی کتاب کسی استاذ کو دینے سے قبل چند چیزیں ملاحظہ فرمالی جائیں:

الف: اس فن میں اس کو ذاتی دلچسپی ہو۔

ب: اس فن میں مناسب استعداد رکھتا ہو۔

ج: اس فن میں کوئی تحقیق کر چکا ہو یا کوئی معتد بہ مقالہ لکھ چکا ہو، تو بہت مناسب ہوگا۔

د: اس فن میں اس کو اختصاص ہو، خواہ اختصاص ذاتی ذوقِ مطالعہ سے حاصل ہوا ہو۔ یا معتد بہ مدت تدریس سے حاصل ہوا ہو، یا باقاعدہ اس فن میں تخصص، ایم فل یا ڈاکٹریٹ کرنے سے حاصل ہوا ہو۔

۳- کسی فن کی بڑی کتب پڑھانے سے قبل اسی فن کی چھوٹی کتب کی تدریس کر چکا ہو۔ مثلاً جس استاذ کو ہدایہ دی جائے وہ پہلے قدوری وکنز الدقائق کی تدریس کر چکا ہو۔ توضیح تلویح پڑھانے سے قبل اصول الشاشی، نور

الانوار اور حسامی پڑھا چکا ہو، بالخصوص جلالین سے قبل نچلے درجات میں ترجمہ قرآن کریم پڑھا چکا ہو۔

ملاحظہ: بعض نئے ذی استعداد اساتذہ اس بات پر مصر ہوتے ہیں کہ انہیں ابتداءً ہی بڑی کتب دی جائیں۔اس میں چند باتیں ان نئے گرامی قدر اساتذہ کرام کے گوش گزار کرنا چاہوں گا۔

۱)- بڑی کتب میں بہرحال کچھ مباحث اور مسائل ایسے ہوتے ہیں جن کی تفہیم یا کم از کم تسہیل چھوٹی کتب کی تدریس پر موقوف ہوتی ہے، چھوٹی کتب کی تدریس سے بڑی کتب کی تفہیم میں بہرحال آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

۲)- طلبہ کرام نے نچلے درجات کی کتب چونکہ تازہ تازہ پڑھی ہوتی ہیں، اس لئے عموماً وہ ان کا حوالہ دے کر سوال کرتے ہیں، کہ فلاں کتاب میں ہم نے یوں پڑھا ہے، اگر استاذ محترم نچلے درجات کی کتب کی تدریس کر چکا ہے تو طلباء کرام کے سوالات سمجھنے میں بھی آسانی ہوگی، اور طلبہ کرام جس وجہ سے کسی اشتباہ یا اشکال کا شکار ہوئے تھے اس کو رفع کرنے اور پھر اپنی بات کو علی وجہ البصیرت سمجھانے میں بھی سابقہ تدریس انتہائی ممد ومعاون ثابت ہوگی۔اور طلبہ کرام کے لئے زیادتی اطمینان کا باعث ہوگا۔

۳)- تدریسی تجربہ اور مدتِ تدریس کے زیادہ ہونے سے بتدریج تدریس آسان ہو جاتی ہے، بڑی کتب مشکل ہوتی ہیں، تدریجاً تدریس سے حاصل شدہ تجربہ اسے سہل بنا دیتا ہے، کہنہ مشق استاذ جو بات اشاروں میں سمجھا جاتا ہے، وہ نیا استاذ محض ذہانت کے بل بوتے پر شاید پورے پیریڈ میں بھی نہ سمجھا پائے۔

۴)- دیکھیں! چند سال بعد آپ بڑے استاذ شمار ہوں گے، اور آپ کے بعد آنے والے نئے اساتذہ ہوں گے، اس وقت آپ از خود چاہیں گے بھی کہ آپ کو چھوٹی کتابیں ملیں، خصوصاً جب صرف ونحو کی کمزوری آڑے آئے گی، مگر انتظامی کمزوریاں شاید آپ کی امید کی کونپل کو کھلنے نہ دیں گی۔

۴- تقسیم کتب کا ایک انتہائی اہم اصول یہ ہے کہ تقسیم کتب میں انفع للطلبہ کا لحاظ رکھا جائے، نہ کہ انفع للاساتذہ کا۔یعنی اگر فلاں کتاب فلاں استاذ کو دینے میں طلباء کا فائدہ زیادہ ہے تو وہ کتاب اسی استاذ کو دی جائے اگرچہ استاذ محترم کو وہ کتاب پڑھانے میں کوئی فائدہ نظر نہ آتا ہو۔البتہ اس میں چند باتیں قابلِ لحاظ ہیں:

الف: اگر ایک استاذ ایک فن میں ماہر ہے جیسے صرف یا نحو یا فقہ وادب وغیرہ تو نامناسب ہوگا کہ اس کے عام پیریڈ ہی اسی علم صرف کے رکھے جائیں جب کہ وہ استاذ صاحب کوئی اور فن کی کتاب پڑھانے کی اہلیت وشوق بھی رکھتے ہوں۔

ب: تجربہ ہے کہ ایک ہی فن کی کتابیں پڑھانے سے طبعاً اکتاہٹ ہوتی ہے، تفننِ طبع کے لئے ایک، دو گھنٹہ اس فن کا ہو، باقی دوسرے فنون کے۔

۵- ایک کلاس میں ایک استاذ کا ایک ہی پیریڈ ہو، ایک سے زیادہ پیریڈ ہونے سے نشاط میں کمی ممکن ہے۔البتہ اگر مجبوراً دو پیریڈ رکھنے ہوں تو دو باتیں قابلِ لحاظ ہیں:

الف: حتی الوسع کوشش کی جائے کہ ایک کتاب کے دو پیریڈ نہ ہوں۔

ب: دونوں پیریڈ مسلسل نہ ہوں، بلکہ ان میں مناسب وقفہ کیا جائے۔

۶- تقسیم کتب کا ایک زریں اور بنیادی اصول یہ ہے کہ:

''کتاب کو دیکھ کر استاذ کو مقرر کیا جائے، استاذ کو دیکھ کر کتاب کو مقرر نہ کیا جائے''۔

یعنی جو کتاب یا علم وفن جس مہارت، ذہانت، استعداد اور اہمیت کا متقاضی ہو، انہیں مطلوبہ اوصاف کے حامل استاذ کے سپرد وہ کتاب کی جائے، نہ یہ کہ کسی نااہل کو دیکھ کر جب کوئی کتاب اس کے شایاں نہ ملے تو ادب وتفسیر کو اس کا تختۂ مشق بنادیا جائے، کسی بڑے جامعہ کے کہنہ مشق استاذ صاحب نے موجودہ انحطاطِ علمی کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''پہلے کتاب کو دیکھ کر استاذ کا تقرر کیا جاتا تھا اور اب استاذ کو دیکھ کر کتاب کا''۔

۷- کتب کی تقسیم انتہائی دانش مندی اور دوررسی کا تقاضا کرتی ہے، کتب کی تقسیم اس طور پر ہونی چاہیے کہ سال کے دوران کتب کو تبدیل کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ دورانِ سال کتب تبدیل ہونے کے مندرجہ ذیل نقصانات ہیں:

الف: ہر استاذ کے پڑھانے کا خاص اسلوب، طریقہ تدریس اور انداز گفتگو ہوتا ہے، طلباء کرام کے اس سے مانوس ہوجانے کے بعد جب دوسرے استاذ محترم نئے اسلوب، انداز اور طریقہ سے پڑھائیں گے تو طلباء کرام کو اس سے مانوس ہوتے ہوئے وقت لگے گا، جس میں طلباء کرام کا واقعی نقصان ہے۔

ب: طلباء کرام دونوں اساتذہ کرام کی ذہانت ومہارت میں تقابل کرتے رہیں گے، جو طلباء کرام کے لئے سخت مضر ہے، اس موقع پر حضرت علی میاںؒ کی ایک نصیحت یاد آئی کہ:

''جس سے نفع حاصل کرتے ہیں اس پر اعتراض نہیں کرتے، اعتراض کرنے سے آدمی عادۃً اس کے نفع سے محروم ہوجاتا ہے''۔

ج- اسباق کی تبدیلی سے نقشہ کو تبدیل کرنا پڑتا ہے، بعض اوقات ایک دو گھنٹے کی تبدیلی سے کئی اساتذہ اور کلاسوں کے گھنٹے تبدیل ہوتے ہیں، جو خاصا مشکل کام ہے۔

د: اساتذہ اور طلباء یکسو ہوکر اور ترتیب سے پڑھنا اور پڑھانا شروع کردیتے ہیں اور اساتذہ کرام اپنے دیگر مشاغل، مصروفیات اور ذمہ داریوں کو سامنے رکھ کر اپنا ایک نظم الاوقات اور مطالعہ کا شیڈول بنالیتے ہیں، بار بار اسباق کی تبدیلی ذہنی الجھن اور نظم الاوقات میں خلل کا باعث بنتی ہے۔

ان مشکلات سے بچنے کے لئے تقسیم کتب کے وقت ان تجاویز کو سامنے رکھنا اور ان پر عمل کرنا مفید ثابت ہوگا:

الف: سال کے آخر میں اساتذہ کرام کو ایک عدد فارم فل کرنے کے لئے دیا جائے، جس میں مختلف سوالات ہوں، ہر مدرسہ اور جامعہ اپنے معروضی حالات کے تناظر میں یہ سوالات ترتیب دے سکتا ہے، منجملہ ان

سوالات میں سے اہم سوالات یہ ہیں: ا-مدت تدریس، ۲-اب تک کن کن اسباق کی تدریس کر چکے، ۳-کس کتاب کی تدریس، کتنے سال کی، ۵-آئندہ سال کن کتابوں کی تدریس میں دلچسپی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

حتی الوسع کوشش کی جائے کہ اساتذہ کرام کی دلچسپی پر عمل کیا جائے۔

ب: اسباق کا حتمی فیصلہ کرنے سے پہلے اساتذہ کرام کو ان کے مفوضہ اسباق لکھ کر ان کے حوالہ کر دیئے جائیں، کہ اگر وہ انہیں تبدیل کرنا چاہیں یا ان کو کوئی اشکال ہو تو اس کو حل کیا جا سکے۔

ج: اسباق تقسیم کرنے والے اساتذہ زیرک، معاملہ فہم، ہر استاذ کی صلاحیت سے واقف اور طلباء کے مزاج آشنا اور ٹھنڈے دماغ کے مالک ہوں۔

۸-تقسیم کتب کا ایک انتہائی اہم اصول یہ ہے کہ ہر استاذ کی مصروفیات، مشاغل اور وقت کو دیکھ کر اس کے مناسب حال اس کو کتاب دی جائے، بعض اساتذہ کرام لائق، ذہین اور ذی استعداد ہوتے ہیں لیکن ان کی غیر تدریسی مصروفیات اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ زیادہ مطالعہ کی متقاضی کتاب کو وہ خاطر خواہ توجہ اور اس کے لئے مطالعہ کا وقت نہیں دے پاتے، ایسے مصروف اساتذہ کو بڑی کتاب دینا یقیناً طلباء کرام اور مال وقف کے ساتھ زیادتی ہے۔

۹-تقسیم کتب کے وقت اس اصل کو سامنے رکھنا انتہائی ضروری ہے کہ مشکل، فنی اور دقیق مباحث پر مشتمل کتاب کے لئے ایسے محترم استاذ کا انتخاب ضروری ہے، جو آسان تعبیر، سہل انداز بیان اور بات کو مختلف پیرائے میں سمجھانے پر قادر ہو، یقیناً اس کے لئے اہل زبان، ماہر فن اور کثرت مطالعہ کی ضرورت ہوگی، اگر کتاب دقیق اور مباحث مشکل ہوں اور محترم استاذ آسان تعبیر اور تسہیل وترتیب پر قادر نہ ہو تو وہ خود بھی ذبح ہوگا اور طلباء کرام کو بھی ذبح کرے گا، اگر چہ ذی استعداد ہی کیوں نہ ہو۔

۱۰-یہ اصول بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے، کتب تقسیم کرنے والی کمیٹی، مجلس اور افراد کو انتہائی دیانتداری، نیک نیتی اور مدرسہ وطلبہ کے مفاد کو ملحوظِ خاطر رکھ کر کتب کی تقسیم کرنی چاہیے، ذاتی مفاد، اپنے شوق اور اپنی آسانی سے بالاتر ہو کر اجتماعی مفاد کو ترجیح دینی چاہیے، بڑی خیانت ہوگی کہ اگر مجلس کے احباب اپنی اپنی پسند کے اسباق مثلاً تفسیر، حدیث، فقہ اور اصول فقہ وغیرہ خود رکھ کر باقی فنون ومشکل کتب کی تدریس دیگر محترم اساتذہ کے حوالہ کر دیں، اسی طرح اپنے پیریڈ ذاتی سہولت وضرورت کو پیش نظر رکھ کر ترتیب دینا اور دیگر اساتذہ کرام کے کیف ما اتفق خانہ پری کر دینا، یا اپنے اسباق کم رکھ کر دیگر اساتذہ کرام پر زیادہ اسباق کا بوجھ لادنا وغیرہ مالِ وقف کے ساتھ خیانت ہے، اور یہ چیزیں باہم اضطراب والتہاب اور باہمی رنجش اور کینہ پروری کا باعث وموجب بنتی ہیں، جو یقیناً کسی ادارہ کی تعلیمی فضا، خوشگوار ماحول اور باہمی الفت کے لئے نقصان دہ ہے۔

☆☆......☆☆